بائیجان، قاز قستان اور ترکمانستان کہتے ہیں تو ہر ایک اپنے حصے سے ذخائر نکالے گا۔ حالیہ جائزوں سے پتا چلا ہے کہ قاز قستان کی طرف کے علاقے میں، ۱۰ بلین ٹن تیل اور ۲ ٹریلین کیوبک میٹر گیس کے ذخائر موجود ہیں۔ (روس کے کل تیل کے ذخائر ۶۷ بلین ٹن ہیں) یہ کل ذخائر کا صرف ایک حصہ ہے۔ گیس کے کل ۵۶۷ ٹریلین کیوبک میٹر ذخائر تو معلوم ہیں۔ نامعلوم کا اندازہ ۳۰ ٹریلین کیوبک میٹر ہے۔ (حوالہ: پٹرولیم اکنامسٹ، CIS میں گیس، ص ۳۶) قاز قستان کی صرف ایک تن گیز (Tengiz) آئل فیلڈ میں تیل کے ۲۲ بلین بیرل معلوم ہیں اور ۵۰ بلین کا اندازہ ہے۔ ترکمانستان میں تیل کے ذخائر ۳ بلین بیرل ہیں۔ ان ذخائر کو دیکھ کر مغرب اور روس کے تیل کے تاجروں کے منہ میں پانی آرہا ہے۔ یہ ذخائر مارکیٹ میں آئیں گے تو سعودی عرب تاریخ کا حصہ بن جائے گا۔

روس کی کوشش ہے کہ تیل اس کے علاقے میں پائپ لائنوں سے گزر کر جائے۔ کوئی ملک اپنے مفادات کے حوالے سے لائن کی تعمیر یا دوسرے سودے کرتا ہے تو روس اسے ناکام بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ ترکمانستان نے حال ہی میں پاکستان سے معاہدہ کیا ہے۔

وسط ایشیا کے لیے کراچی کی بندرگاہ قریب ترین ہے۔ اگر افغانستان میں روس کے جانے کے وقت حکمت یار اور ربانی کی حکومت قائم ہو جاتی تو آج اس پورے علاقے کا نقشہ بدلا ہوا ہوتا۔ کشمیر سے بھارت بھی رخصت ہو چکا ہوتا۔

معاہدہ پشاور، جس کے ذریعے جائز حق داروں کو افغانستان میں حق حکومت سے محروم کیا گیا اور غیر اہم گروپوں کو اقتدار دے کر افغانستان کو مسلسل جنگ میں جھونک دیا گیا، دراصل پاکستان کے اپنے اور ملت اسلامیہ کے مفادات سے غداری کے مترادف تھا۔ آج جو کش مکش، فتنہ اور قتل و غارت گری ہے، اسی تاریخی موقع کو گنوانے کا ورثہ ہے۔ یقیناً قوموں کو اپنے قائدین کی غلطیوں کا خمیازہ بڑا سخت بھگتنا پڑتا ہے۔

غزہ کے حکمرانوں کی حرکتیں

مسلم سجاد

کیا آپ یقین کریں گے کہ ایک طرف اسرائیلی تعمیرات کے خلاف احتجاج کیا جا رہا ہو اور دوسری طرف عرفات کی حکومت کا ایک وزیر جمیل طریفی ان کا ٹھیکہ لے کر تعمیرات کروا رہا ہو۔ ایک طرف سرحد بند ہونے سے عام فلسطینی کو دو وقت کی روٹی کے لیے مزدوری نہ مل رہی ہو، اور دوسری طرف وی آئی پی پلیٹ لگا کر فلسطینی حکومت کے افسران اور وزرا اسرائیل کے نائٹ کلبوں میں آتے جاتے ہوں۔ بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ غزہ کے اس علاقے میں جہاں چند سال قبل ساحل پر ایک نائٹ کلب کو آگ لگا دی گئی تھی، اب زہرۃ المدائن نام کے نائٹ کلب میں جمعہ کی رات کو غزہ کی بیلے ڈانسرز اور مغنیات، بھرے ہال

میں اپنے فن کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ یہاں کی رونق غزہ کے باشندے نہیں، بلکہ "تیونسی" ہیں جو یاسر عرفات کی حکومت چلانے کے لیے ۱۰ ہزار کی تعداد میں آئے ہیں۔ تیونس سے واپس آنے والے اپنی سرزمین میں محض اجنبی نہیں بلکہ مقامی لوگوں میں نفرت، حقارت اور ذلت کی نظروں سے دیکھے جاتے ہیں۔ وہ لوگوں کی نظر میں برطانوی یا اسرائیلی یا مصری حکمرانوں سے مختلف نہیں ہیں۔ یہ اسرائیل سے لڑائی جاری رکھنے کے بجائے اس سے سازباز کر کے رقم سمیٹنے اور عیاشیاں کرنے میں مصروف ہو گئے ہیں۔ بین الاقوامی امداد کی شکل میں رقم آ رہی ہے اور یہ حکمران کرپشن کے نئے ریکارڈ قائم کر رہے ہیں۔

غزہ کے ایک باشندے نے کہا: "ہر انقلاب کے کچھ جان نثار، کچھ مفکرین اور کچھ منافع خور ہوتے ہیں۔ ہمارے جان نثار ہلاک ہو چکے ہیں، مفکرین کو قتل کیا جا چکا ہے، صرف منافع خور رہ گئے ہیں۔ مقصد ان کے لیے کوئی مسئلہ نہیں، اس کے لیے یہ سوچتے تک نہیں۔ تیونس کی طرح وہ یہاں بھی اپنے کو عارضی سمجھتے ہیں، جب تک ہیں، رقم سمیٹتے رہیں"۔

حالات پر جس کی نظر ہے، اسے یہ تبصرہ غلط نہیں لگتا۔ "آزاد" غزہ کے علاقے میں نہایت تیز رفتاری سے وزارتوں، ایجنسیوں اور تھانوں کے دفاتر کی عمارات تعمیر ہو رہی ہیں۔ یہیں عرفات کا اپنا قصر صدارت ہے اور یہیں اس کے بالکل قریب زہرۃ المدائن ہے۔ یہاں چلتے پھرتے آپ کو عرفات کی بیوی سہا نظر آئیں گی، اپنی شیرخوار بچی، اس کی شراب میں دھت آیا سوسی اور باڈی گارڈز کے ساتھ۔ یا پھر وہ شاپنگ کے لیے پیرس گئی ہوتی ہیں، جہاں ان کی پسند کا ہیئر ڈریسر ہے۔

نئے نئے عالی شان محلات میں ۲۰ لاکھ ڈالر سے زائد کا محل ابومازن کا ہے جو اوسلو مذاکرات میں عرفات کا نمایندہ تھا۔ اس پر کسی دل جلے نے لکھ دیا ہے: "یہ فلسطین فروخت کرنے کا تمھارا انعام ہے"۔ منصوبہ بندی کے وزیر نبیل شعطہ نے حال ہی میں اپنی بیٹی کی ہم عمر لڑکی سے شادی کی تو اس کے لیے قاہرہ، غزہ اور یروشلم میں چار تقاریب کیں۔ یروشلم میں اسرائیلی دوستوں کے لیے ایک "خصوصی تقریب" منعقد کی۔

ان عالی شان محلات کے ساتھ ہی مہاجرین کے کیمپ ہیں جہاں غلاظت کے ڈھیر لگے ہیں اور کوئی پرسان حال نہیں۔

عرفات کا کہنا تھا کہ وہ غزہ کو سنگاپور بنا دے گا لیکن تین سال بعد، اس کے کوئی آثار نہیں۔ عرفات غالباً یہ چاہتا بھی نہیں۔ اگر عام خوش حالی آ گئی تو اس کا پولس کا جبر و ظلم کا نظام کیسے چلے گا؟ اس کے اقتصادی مشیروں کے ٹولے نے اجارہ داری قائم کر لی ہے۔ ان کا گٹھ جوڑ ان کو امیر تر اور معاشرے کو غریب تر کیے جا رہا ہے۔ ایک کمپنی البحر قائم کی گئی ہے۔ فلسطینی کہتے ہیں کہ یہ "سمندر" سب کو نگل لے گا۔ عرفات کی بیوی اس کی کرتا دھرتا ہے۔ علاقے میں کوئی کام اس کے "حصے" کے بغیر نہیں ہوتا۔ سیمنٹ، پٹرول، آٹا جو کچھ درآمد ہوتا ہے سب میں حصہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک ٹن سیمنٹ کے ۷۴ ڈالر میں ۱۷ ڈالر حکومت کے ہوتے ہیں اور ۱۷ ڈالر تل ابیب کے بنک میں ذاتی اکاؤنٹ میں جاتے ہیں۔ (ماخوذ: ڈیوڈ ہرسٹ، گارجین، ۲۱ اپریل ۹۷)